حضرت تاج الشریعہ
کا عبقری کارنامہ

محمدی غیر مسلم بنائے جانے سے مسلمانوں کی حفاظت

بیان

جانشین حضور مجاہد ملت، ماہر ہفت لسان

حضرت علامہ مفتی عاشق الرحمٰن قادری حبیبی

مرتب

حضرت علامہ مفتی محمد عبد الواحد قادری رضوی حبیبی

مدرس جامعہ حبیبیہ، مسجد اعظم، الہ آباد

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

/muftiakhtarrazakhan

/muftiakhtarrazakhan1011

/muftiakhtarraza

+92 334 3247192

www.muftiakhtarrazakhan.com

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

نبیرۂ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ جانشین مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

جگر گوشۂ مفسرِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام

کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ

کے لئے وزٹ کریں

www.muftiakhtarrazakhan.com

/muftiakhtarrazakhan
/muftiakhtarrazakhan1011
/muftiakhtarraza
+92 334 3247192

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت تاج الشریعہ کا عبقری کارنامہ

محمدی غیر مسلم بنائے جانے سے مسلمانوں کی حفاظت

بیان

گل گلستان حبیب الرحمٰن، جانشین حضور مجاہد ملت، ماہر ہفت لسان

حامی مسلک قدیم اعلیٰ حضرت، وحید الزمان، بحر علم و عرفان

حضور علامہ مفتی محمد عاشق الرحمٰن قادری حبیبی

دامت برکاتہم القدسیہ

زیب منصب صدارۃ المدرسین، جامعہ حبیبیہ مسجد اعظم، الہ آباد

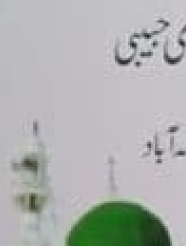

مرتب

حضرت مولانا مفتی محمد عبد الواحد صاحب قادری رضوی حبیبی

مدرس جامعہ حبیبیہ مسجد اعظم، الہ آباد

حضرت تاج الشریعہ
کا عبقری کارنامہ:
محمدی غیر مسلم بنائے جانے سے مسلمانوں کی حفاظت

بیان

گل گلستان حبیب الرحمن، جانشین حضور مجاہد ملت، ماہر صفت لسان

حامی مسلک قدیم اعلیٰ حضرت، وحید الزمان، بحر علم وعرفان

حضور علامہ مفتی **محمد عاشق الرحمن** قادری حبیبی

دامت برکاتہم القدسیہ

زیب منصب صدارۃ المدرسین، جامعہ حبیبیہ مسجد اعظم، الہ آباد

مرتب

حضرت مولانا مفتی **محمد عبد الواحد** قادری رضوی حبیبی

مدرس جامعہ حبیبیہ مسجد اعظم، الہ آباد

ناشر

انجمن جامعہ حبیبیہ، مسجد اعظم

۱۴۰ اتر سہنیا، الہ آباد۔۳

پیش لفظ

چند سال پہلے میرے آقائے نعمت، حامی مسلک قدیم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مجاہد ملت، تشنگان علم کو سیراب کرنے والے، الجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھانے والے، تصوف کے اسرار ورموز کو بتانے والے، علوم وفنون ایسی عظیم دولتوں کو لٹانے والے، شرک خفی سے دور رہنے والے، ہم جیسے گنہگاروں کو اس سے دور رہنے کی تعلیم دینے والے، فنافی الشیخ، مرشد برحق، اپنے وقت کے عظیم فقیہ، محدث، مفسر، متکلم، صوفی، ادیب، منطقی، اصولی، ماہر ہفت لسان، گل گلستان حبیب الرحمٰن، بحر علم وعرفان، وحید الزمان، لسان عصر، استاذ محترم حضرت علامہ مفتی محمد عاشق الرحمٰن کاتبی قادری رضوی حبیبی دامت برکاتہم العالیہ نے اس وقت کے چند اکابر اہل سنت واساطین مسلک قدیم اعلیٰ حضرت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، دردبھرے لہجے میں مجھ سے یہ فرمایا تھا

"یہ جو چند بوڑھے ابھی ہیں اگر وہ اٹھ جائیں گے تو اہل سنت وجماعت کا کیا ہوگا؟"

ان اکابر اہل سنت میں سے جب حضور تاج الشریعہ، فخر ازہر، جانشین مفتی اعظم ہند، نبیرۂ حجۃ الاسلام، وارث علوم اعلیٰ حضرت، قائد اعظم اہلسنت، قاضی القضاۃ فی الہند علامہ مفتی اختر رضا خاں بریلوی ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کا وصال پرملال ہوا تو میرے حضرت حضور علامہ صاحب قبلہ کے قلب اقدس کو بہت بڑا صدمہ لاحق ہوا جس کا اندازہ خود اسی کتابچے میں مندرج ان کے بیان سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں:

"اور پھر ان میں سے تاج الشریعہ جیسی شخصیت کا اٹھ جانا ایسا رخنہ ہے جس کے

بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتے! ہمارے سامنے اندھیرا ہے۔ حالات ایسے ہیں کہ ہمارے سامنے اندھیرا ہے۔ اس خلا کا پر ہونا بہت مشکل ہے۔''

جس طرح میرے حضرت دام ظلہ کو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے والہانہ محبت تھی اسی طرح حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو میرے حضرت دام ظلہ سے بھی بڑی محبت والفت تھی جس کا اظہار میرے حضرت حضور علامہ صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ ان لفظوں میں فرماتے ہیں:

''بہر حال، اب ان کو مجھ سے کتنی محبت تھی اور مجھے ان سے کتنی محبت تھی یہ سب زبان سے کہنے کی بات نہیں ہے۔''

میں نے حضور علامہ صاحب دام ظلہٗ ہی سے اس حدیث کو سنا ہے:۔ ''انما یعرف الفضل لاھل الفضل اھل الفضل ''یعنی صاحب فضیلت ہی صاحب فضیلت کی قدر ومنزلت کو پہچان سکتا ہے۔

اس کتابچے میں مندرج صاحب فضیلت حضور علامہ صاحب قبلہ کا بیان صاحب فضیلت یعنی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی قدر ومنزلت کی تعریف پر مشتمل ہے۔

لیکن میرے حضرت نے حضور تاج الشریعہ کو جس طرح جانا ہے، ان کی جس خصوصیت کو عوام اہل سنت کے سامنے رکھا ہے، اور خواص کو جس کی طرف متوجہ کرنے کی پرزور کوشش کی ہے وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''لیکن میں جانتا ہوں جتنے بھی مقالے جائیں گے اور جتنی بھی تقریریں بریلی شریف میں ہوئی ہوں گی اور ابھی لوگ کریں گے ان میں جو باتیں میں کہنے جا رہا ہوں

شاید وہ باتیں نہ آئیں۔ وہ دوسرے انداز کی بات کریں گے اور میں دوسرے انداز کی بات کروں گا۔''

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی جس خصوصیت کی طرف آپ کا اشارہ ہے اور جو آپ کے بیان کا محور ہے وہ اس کتابچے کے اس عنوان سے ظاہر ہے:

''حضرت تاج الشریعہ کا عبقری کارنامہ: محمدی غیر مسلم بنائے جانے سے مسلمانوں کی حفاظت۔''

اس کتابچے میں مندرج حضور علامہ صاحب قبلہ کا گراں قدر بیان، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر انجمن جامعہ حبیبیہ مسجد اعظم الہ آباد کی طرف سے منعقد تقریب سعید کا ہے۔ میں نے اس کتابچے میں مندرج حضرت کے بیان سے چند اقتباسات کو آپ کے سامنے پیش کیا ہے، جن سے حضرت کے انداز بیان کی ہلکی سی جھلک سامنے آرہی ہے۔ لیکن اس بیان کا لطف پڑھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت دام ظلہم نے حکمت اور مصلحت کے پیش نظر بعض لفظوں کو بدل دیا ہے اور بعض لوگوں کے ناموں کو مخفی رکھا ہے، چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

''اس میں مصلحتوں کے پیش نظر میں بعض لفظوں کو بدل دوں گا، ان کے معنی میں دوسرا لفظ استعمال کروں گا، اصلی لفظ استعمال نہیں کروں گا، اور کچھ لوگوں کے نام اگر لوں گا تو کچھ لوگوں کے نام ذکر نہ کروں گا، صرف میرا اشارہ ہوگا۔ سمجھنے کی کوشش کیجیے۔''

عرس چہلم سے پہلے حضور علامہ صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی بارگاہ ذی جاہ میں مختلف مقامات سے چند حضرات حضور تاج الشریعہ کے بارے میں مقالہ لکھنے کی درخواست لے کر حاضر ہوئے، لیکن انھیں معلوم نہ تھا کہ حضرت کا معیار کیا

ہے۔ اور بھی بہت ایسے حضرات ہیں جو حضور علامہ صاحب قبلہ کے دینی مزاج، دینی معیار اور دینی اصول سے ناواقف ہیں اور کچھ وہ لوگ ہیں جو جانتے تو ہیں لیکن دنیوی مفاد پرستی میں ایذا اور سانی سے باز نہیں آتے، اور نتیجے میں اپنی دنیا اور اپنا دین دونوں برباد کر رہے ہیں، ایسے خدا ناترس لوگوں کی طرف آپ اپنے اس شعر میں اشارہ فرماتے ہیں:

ظلم ڈھاتا ہے اگر علم نہ رکھنے والا
جاننے والے بھی سو بار ستم ڈھاتے ہیں

خالق قضا و قدر آپ کی زندگی کو مصائب سے دوچار رکھ کر آپ کے مراتب و درجات میں غایت درجے کی ترقیاں فرما رہا ہے جنہیں دیکھنے کے لئے جسمانی بصارت کافی نہیں ہے، بلکہ روحانی بصیرت درکار ہے۔ آپ کی زندگی گزرے ہوئے ان بزرگوں کی زندگی کی آئینہ دار ہے جن کی زندگی رضائے خدا و رسول میں گزری ہے، جن کا شعار حق گوئی اور بے باکی رہا ہے، جو الحب فی اللہ والبغض فی اللہ سے متصف تھے، جنہیں ان کے رب نے دماغ سکندری عطا کیا تھا، لیکن اپنے بڑوں کے حضور کرم کے منتظر ہو کر کھڑے رہتے تھے۔ حضور علامہ صاحب قبلہ دامت برکاتہم کی زندگی ایسی ہی ہے، وہ اپنے شیخ کامل سلطان المناظرین، امام التارکین حضور مجاہد ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ایک بات پر اس طرح کاربند ہیں جس کی نظیر ہم پیش نہیں کر سکتے، وہ ہر وقت اسی فکر میں رہتے ہیں کہ

''مجھ سے راضی مرے سرکار ہوئے ہیں کہ نہیں''

چنانچہ جب مقالہ کے خواہشمند حضرات نے آپ کی بارگاہ میں مقالہ لکھنے کی

درخواست کی، تو آپ نے ان کو ان لفظوں میں جواب دیا:

”اس وقت میں نے اپنا معیار ایسا کر لیا ہے کہ ہر ایک سے ملنا نہیں چاہتا ہوں کیونکہ لوگ میری کسوٹی پر نہیں اتر رہے ہیں۔ عوام کیا؟ نہ علماء، نہ مشائخ، نہ مولانا، نہ علامہ، نہ مفتی، نہ بحر العلوم۔ میں ہر ایک سے ملنا نہیں چاہتا۔ لوگوں کا حال ایسا ہے......... نہیں معلوم کیسے کیسے لوگوں کے مقالوں کو چھاپیں گے، ان کے مقالوں کے ساتھ میں نہیں چاہتا ہوں کہ میرا مقالہ چھپے......... جو کچھ ہوگا میں زبانی عرض کر دوں گا اسی کو خراج عقیدت سمجھا جائے۔“

(ملخصاً از بیان حضور علامہ صاحب)

بس حضرت مدظلہم کے اس آخری جملہ کہ ”جو کچھ ہوگا میں زبانی عرض کر دوں گا، اسی کو خراج عقیدت سمجھا جائے۔“ کی وجہ سے اس حقیر بے توقیر کے دل میں خیال آیا کہ اس جذبۂ دینی سے لبریز علمی وفنی گراں قدر سرمایہ کو محفوظ کر لیا جائے، حضور تاج الشریعہ کے عرس چہلم کے موقع پر حضور علامہ صاحب دام ظلہم کے اس بیان کو موبائل کے ذریعہ ریکارڈ کروالیا، اور پھر عام استفادے کی غرض سے ارادہ کیا کہ اس کو تحریری شکل دے دی جائے۔ چنانچہ حضرت سے اجازت لے کر ریکارڈنگ کو سن کر اس بیان کو قلم بند کر لیا۔

لیکن، قابل غور بات یہ ہے کہ بیان کے انداز اور تحریر کے انداز میں غایت درجے کا تفاوت ہوتا ہے۔ بیان میں متکلم مقتضائے حال کے مطابق کلام کرتا ہے اور جس سے وہ مخاطب ہوتا ہے وہ سامنے موجود ہوتا ہے اور متکلم کا چہرہ بھی مخاطب کے سامنے ہوتا ہے، پھر افہام اور تفہیم میں متکلم کی آواز اور اس کے انداز بیان کو بھی دخل ہوتا ہے۔ وہ حسب موقع آواز کو بلند اور پست کرتا ہے، اور ضرورۃً اپنے کلام میں

حذف اور ذکر کرتا رہتا ہے، لیکن مخاطب، متکلم کی آواز کو سن کر اور انداز کو دیکھ کر اس کے کلام کو سمجھتا جاتا ہے۔

اس کے برخلاف تحریر میں مخاطب غائب ہوتا ہے، اور محرر کے پاس فرصت ہوتی ہے، وہ کامل غور و خوض کے ساتھ اپنے مافی الضمیر کو تحریر کی شکل دیتا ہے اور اس بات کا پورا خیال رکھتا ہے کہ بے ضرورت حذف اور ذکر، ایجاز اور اطناب سے پرہیز کیا جائے تاکہ قاری کو کلام کے سمجھنے میں دشواری لاحق نہ ہو۔

اس فقیر بے بضاعت نے بھی حضرت دام ظلہم کے بیان کو آپ کے ارشادات عالیہ اور افادات انیقہ کی مدد سے، تحریری شکل دینے کی مکمل کوشش کی ہے اور علامات و رموز اوقاف کے ذریعے قاری کو کلام کے محل استعمال سے آشنا کرانے کی بھی بھرپور کوشش کی ہے۔ پھر بھی کہیں کوئی خامی قاری محسوس کرے تو اس فقیر بے توقیر کی ہی طرف اس کی نسبت کرے، کیونکہ بیان تو حضرت دام ظلہم ہی کا ہے، ہاں، تحریر اس فقیر کی ہے۔ لہذا تحریر میں جو اغلاط ہوں گے وہ فقیر ہی کے ہوں گے۔

راقم السطور

فقیر بے توقیر ذی ذنب کثیر

محمد عبد الواحد قادری رضوی حبیبی عاشقی

خادم جامعہ حبیبیہ، مسجد اعظم، الہ آباد

۲۱ر صفر ۱۴۴۰ھ مطابق ۳۱ر اکتوبر ۲۰۱۸ء

بروز چہار شنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی احبّۃ الذین اصطفیٰ لا سیّما علی الشارع المصطفیٰ وعلیٰ الہ و اصحابہ و من اجتبیٰ امّا بعد فقد قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی القرآن المجید و الفرقان الحمید، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''أحسب الناس ان یتر کوا ان یقولو ا آمنا وھم لا یفتنون۔''

(ترجمہ: کیا لوگوں نے گمان کرلیا کہ انھیں اتنا کہہ دینے پر چھوڑ دیا جائے گا کہ ہم ایمان لے آئے اور انھیں آزمایا نہ جائے گا)

صدق اللہ مولانا العظیم و بلّغہ رسولہ النبی الکریم و نحن علیٰ ذلک لمن الشاھدین والشاکرین والحمدللہ رب العالمین۔

وقال سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم '' انّ اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتیٰ اذالم یبق عالمٌ اتخذ الناس رؤساً جھالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلّوا و اضلوا''صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الامام البخاری عن سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص

رضی اللہ عنہ۔

حضرات! ایک دن سب کو دنیا سے کوچ کرنا ہے، لیکن ہم نہیں جانتے تھے کہ حضرت تاج الشریعہ علامہ اختر رضا صاحب کا اتنی جلد کوچ ہو جائے گا، لیکن جو اللہ کو منظور تھا وہ ہوا۔

میں نے جو حدیث پڑھی اس کو امام بخاری نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے:

"اللہ تبارک وتعالیٰ بندوں کے سینوں سے چھین کر کے علم کو نہیں اٹھائے گا کہ بندے رہیں، علماء رہیں اور ان کے سینوں سے علم دین کو اللہ تبارک وتعالیٰ نکال دے، وہ ایسا نہ کرے گا، بلکہ علماء کو اٹھا کر کے علم کو اٹھائے گا، جب علماء دین نہ رہیں گے لوگ جاہلوں کو سردار، رئیس بنائیں گے تو ان جاہلوں سے سوالات کئے جائیں گے، ان سے پوچھا جائے گا، وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، فضلوا و اضلوا، تو وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔"

دوسری حدیث جو ابوداؤد میں ہے:

"موت العالم ثلمة فی الاسلام." عالم کی موت اسلام کے اندر رخنہ ہے رخنہ۔

دوسرے فرقوں کی بات کر کے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہے، اپنے ہی مدارس بھارت میں کتنے ہیں۔ اگر ان ہی سے ہر سال کے فارغین کو شمار کیا جائے تو ان کی تعداد کئی لاکھوں کی ہو جائے گی۔ میں یہ بتا رہا ہوں کہ جتنے لوگوں کو فارغ کیا جاتا

ہے، سند دی جاتی ہے، جبہ دیا جاتا ہے، دستار سے نوازا جاتا ہے، ان میں سے ایک لاکھ میں سے سو عالموں کا نکلنا مشکل ہے۔ ان جیسے عالموں کی بات اس حدیث شریف میں نہیں کی گئی ہے۔ بلکہ ہزار میں ایک اور لاکھ میں سو۔ یہ جو **موت العالم ثلمة فی الاسلام** کہا گیا ہے، یعنی عالم کی موت اسلام میں رخنہ ہے، یہاں ننانوے ہزار نو سو اگر اٹھ جائیں گے جب بھی اسلام میں کوئی نقصان ہونے والا نہیں ہے۔ لیکن ایک لاکھ میں سے سو ایسے ہوں گے کہ اگر ان میں سے کوئی اٹھ جائے تو وہ یقیناً رخنہ ہے۔ اور پھر ان میں سے تاج الشریعہ جیسی شخصیت کا اٹھ جانا ایسا رخنہ ہے جس کے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتے۔ ہمارے سامنے اندھیرا ہے۔ حالات ایسے ہیں کہ ہمارے سامنے اندھیرا ہے۔ سمجھ گئے؟ اس خلاء کا پر ہونا بہت مشکل ہے۔

بہر حال، اب ان کو مجھ سے کتنی محبت تھی اور مجھے ان سے کتنی محبت تھی، یہ زبان سے کہنے کی بات نہیں ہے۔ بہت کچھ باتیں ہیں۔ برسوں پہلے کلکتے سے ان کے محبین نے ایک مضمون مانگا تھا۔ میں نے اس مضمون میں یہ لکھ دیا تھا کہ کچھ حالات ایسے ہیں کہ جس آدمی کے نام کا پہلا جزء اختر ہے، مرد ہو یا عورت، اگر مجھ سے قریب وہ شخص ہوا تو فطری طور سے اس کو مجھ سے اور مجھے اس سے محبت ہو گئی۔ میں نے کئی لوگوں کو اس میں شمار کر کے بتایا ہے جن کے ناموں کا پہلا جزء اختر ہے۔ یہ تو ایک فطری بات ہے۔ ان کے نام بھی میں نے شمار کیے ہیں۔

اور برسوں پہلے یعنی ۲۰۰۰ء سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ

حضور مجاہد ملت قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز تشریف فرما ہیں اور ان کی بغل میں علامہ ازہری صاحب تاج الشریعہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے حضور مجاہد ملت قدس سرہ کی دست بوسی اور قدم بوسی کی تو انہوں نے یعنی علامہ ازہری صاحب نے کاغذ کا ایک پلندہ پکڑایا اور میں وہ شخص ہوں کہ خواب واب نہیں دیکھتا ہوں، برسوں گزر جاتے ہیں کوئی خواب نہیں دیکھتا ہوں، اور اگر کوئی خواب دیکھ لیتا ہوں تو کچھ نہ کچھ سامنے آجاتا ہے۔ چنانچہ ۲۰۱۴ء میں ہمارا جو سیمنار رہوا، وہ الہ آباد میں سنیوں کا پہلا سیمنار تھا، اور وہ شرعی کونسل کا سیمنار نہیں تھا بلکہ وہ انجمن جامعہ حبیبیہ الہ آباد کا سیمنار تھا۔ اس سیمنار سے پہلے میں نے ایک خواب دیکھا تھا۔ اس خواب میں یہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ سیمنار ہونا ہے لیکن اس کے بعد ایسے حالات ہوئے کہ ایک سیمنار ہو گیا اور کتنا کامیاب! اسی طریقے سے میں نے ۲۰۰۴ء سے پہلے وہ خواب دیکھا تھا۔ ۲۰۰۴ء میں شرعی کونسل کے افتتاح میں شریک ہوا۔ سرکار اعلیٰ حضرت کی ولادت کے دن دس شوال کو۔ اس کے بعد رجب میں پہلا سیمنار ہوا۔ جب اس کے لئے کاغذات کا آنا شروع ہوا تو میرے کچھ احباب نے کہا کہ آپ نے کبھی خواب دیکھا تھا کہ حضور مجاہد ملت کی آپ نے قدم بوسی کی اور علامہ ازہری نے آپ کو کاغذ کا پلندہ پکڑایا۔ دیکھئے، کاغذ کا پلندہ آنا شروع ہو گیا۔

میں اپنی ذاتی پریشانیوں اور گھریلو پریشانیوں، مصیبتوں اور بہت سی پریشانیوں کی وجہ سے ۲۰۰۹ء کے بعد سے شریک نہیں ہو رہا ہوں، لیکن ابھی تک میرا نام چھپتا ہے، اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہاں کمرے میں میرا نام لکھا جاتا ہے

کہ یہ ان کی قیام گاہ ہے۔ اب بھی میرا نام چھپتا ہے، لیکن ان پانچ آدمیوں کے فیصل بورڈ میں جو مفتیان کرام کی بحثوں کو سن کر کے کسی مسئلے میں فیصلہ کر دیتے ہیں، ان پانچ آدمیوں میں انھوں نے یعنی حضرت تاج الشریعہ علامہ اختر رضا ہی نے مجھے شمار کیا ہے اور مجھے فیصل بورڈ کا رکن رکھا۔ یہ علامہ اختر صاحب کی بے پناہ محبت کی بات تھی، ورنہ کوئی تنگ نظر شخص اگر ہوتا تو شاید مجھے نہ رکھتا۔ ان کی اتنی محبت تھی کہ انھوں نے مجھے بھی فیصل بورڈ کا رکن رکھا۔ اور میں کیا کیا بتاؤں؟ میں یہاں سے کبھی بریلی شریف جاتا تھا تو گھر میں میرا ذکر ہوتا تھا، کیونکہ عارف نام کے ان کے ایک ڈرائیور نے مجھے بتایا کہ امی نے مجھے یاد دلائی کہ وہ آنے والے ہیں تم فوراً کار لے کر اسٹیشن جاؤ، اس کا مطلب یہ ہے کہ اندرون خانہ بھی میرا ذکر ہوتا تھا، جب ہی تو عارف نے کہا کہ امی نے مجھے یاد دلائی ہے کہ وہ آنے والے ہیں کار لیکر اسٹیشن جاؤ۔

جلسہ میں انھوں نے میرا نام لے کر تعریف کی اور کچھ تنگ نظر لوگوں نے اسے نہیں پھیلایا، لیکن ابھی دو برس پہلے مولانا سلیم الدین کے بھائی نے بمبئی میں سنا۔ انھوں نے میری اتنی تعریف کی کہ پوچھو مت! بہر حال، انھوں نے زندگی بھر جہاں میرا ذکر آیا میری تعریف کا پل باندھ دیا۔ سمجھ گئے؟ اتنی محبت انھوں نے میری کی، کہ فیصل بورڈ کا رکن بنایا اور میں کچھ کہہ نہیں سکتا، لیکن اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن کے ذکر کرنے کا موقع نہیں ہے اور نہ میں کروں گا، جن کی وجہ سے سرکار مجاہد ملت کے مریدین جیسوں پر ان کا بڑا احسان ہے۔ اگر وہ ہماری

تعریف نہ بھی کرتے جب بھی ہم ان سے اتنی ہی محبت کرتے۔

بہر حال میرے پاس بہت لوگ آئے، مجھ سے مقالہ مانگا گیا۔ اس وقت میں نے اپنا معیار ایسا کرلیا ہے کہ میں ہر ایک سے ملنا نہیں چاہتا ہوں، کیونکہ لوگ میری کسوٹی پر نہیں اتر رہے ہیں۔ عوام کیا؟ نہ علماء، نہ مشائخ، نہ پیر نہ مولوی، نہ مولانا نہ علامہ، نہ مفتی نہ بحر العلوم، میں ہر ایک سے ملنا نہیں چاہتا۔ لوگوں کا حال ایسا ہے۔ میں ایک پریشان آدمی ہوں اور وقت بھی کم ہے۔ کوئی کہتا ہے ۱۵/اگست تک بھیج دیجئے، کوئی کہتا ہے کہ ۱۸/اگست تک بھیج دیجئے۔ مجھے کچھ نہیں معلوم کہ کیسے کیسے لوگوں کے مقالوں کو چھاپیں گے۔ ان کے مقالوں کے ساتھ میں نہیں چاہتا ہوں کہ میرا مقالہ چھپے۔ میں ان کا منہ نہیں دیکھنا چاہتا ہوں جن کے مقالوں کے ساتھ میرا مقالہ چھپے گا اور وقت بھی کم تھا۔ میں نے کہا کہ جو کچھ ہوگا میں زبانی عرض کردوں گا۔ اسی کو خراج عقیدت سمجھا جائے۔

میں کچھ باتیں ایسی کہنے جارہا ہوں۔ کس کے بارے میں؟ ایک پیر صاحب، تعویذ لکھنے والے پیر صاحب کی تعریف میں نہیں، ایک مرید کرنے والے پیر کی تعریف میں نہیں۔ بلکہ جن کو آپ وارث علوم اعلیٰ حضرت کہتے ہیں، جن کو فخر الازہر کہا گیا، جن کو تاج الشریعہ کہا گیا، جن کو آپ جانشین حضور مفتی اعظم ہند کہتے ہیں اور جن کو ہم نبیرۂ حجۃ الاسلام کہتے ہیں۔

تو میری باتیں عوام کو خوش کرنے والی یا رُلانے والی باتیں نہ ہوں گی۔ سخت قسم کی باتیں ہوں گی اور یہ سمجھ لیجئے کہ علمی قسم کی باتیں ہوں گی، سخت قسم کی

باتیں ہوں گی۔ اور میں جانتا ہوں کہ کچھ لوگ سمجھیں گے اور کچھ لوگوں کی سمجھ میں باتیں نہیں آئیں گی، تو آپ یہی سمجھ کے بیٹھئے کہ کچھ تاج الشریعہ کی تعریف کی جارہی ہے۔ سمجھ گئے؟

اور میں اس قسم کی ہلکی پھلکی ہنسانے رلانے والی باتیں نہ کروں گا تھوڑی دیر کے لئے اس لئے کہ فاتحہ شروع ہونا ہے۔ میں جو کہوں گا قرآن یا حدیث کی عبارت پڑھوں گا، یا فقہ یا عقائد کی عبارت پڑھوں گا لیکن اردو میں جو میں کہوں گا مصلحتوں کے پیش نظر اس میں بعض لفظوں کو بدل دوں گا، ان کے معنی میں مَیں دوسرا لفظ استعمال کروں گا، اصل لفظ کو استعمال نہیں کروں گا۔ اور کچھ لوگوں کے نام اگر لوں گا تو کچھ لوگوں کے نام ذکر نہ کروں گا، صرف میرا اشارہ ہوگا۔ سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ سمجھ گئے؟

اور جہاں ان کی تعریف کروں گا مصلحت کے پیش نظر کہیں پر اپنی تعریف کر سکتا ہوں کیونکہ شرعی ضرورت ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز نے ایک مقدمے میں گواہی دی، جو کورٹ میں نہیں، بند کمیشن کے ذریعے سے ان کی گواہی ہوئی۔ اظہار الحق الجلی کے نام سے اس گواہی کو آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ نام پوچھا گیا۔ مقر کا نام؟ مولوی حاجی محمد احمد رضا خاں۔

تو اس میں اپنے نام کے ساتھ مولوی حاجی کہا گیا۔ اس میں حکمت اور مصلحت تھی اور شرعی ضرورت تھی اور جہاں شرعی ضرورت ہوتی ہے وہاں پر خدا کی دی ہوئی نعمت کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ یہ قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت یوسف

علیہ السلام نے فرمایا''انی حفیظ علیم''بیشک میں حفاظت کرنے والا ہوں اور علم والا ہوں۔ سورۂ یوسف میں ہے''انی حفیظ علیم''بیشک میں حفاظت کرنے والا ہوں اور علم والا ہوں۔ اتنی باتوں کا خیال رکھئے۔

لوگوں نے جو سب عناوین قائم کئے ہیں علامہ ازہری تاج الشریعہ کے بارے میں مقالے لکھنے کے لئے وہ کیا کیا ہیں؟ پچاس ساٹھ ہیں، اور بھی عنوان آپ مقرر کر سکتے ہیں۔ میں نے دیکھا، میں جس بات کو کہنے جا رہا ہوں اس سے ان عنوانوں میں سے کس کا تعلق ہے۔

تین باتیں میری سمجھ میں آئیں۔ ایک: ملی اور قومی کارنامے۔ دوسرا عنوان: حق گوئی اور بے باکی۔ تیسرا عنوان: ردّ فرق باطلہ

میری جو مختصر گفتگو ہوگی انھیں پر ہوگی، لیکن میں جانتا ہوں کہ جتنے بھی مقالے جائیں گے اور جتنی بھی تقریریں بریلی شریف میں ہوئی ہوں گی اور ابھی لوگ کریں گے ان میں جو باتیں میں کہنے جا رہا ہوں شاید وہ باتیں نہ آئیں وہ دوسرے انداز کی بات کریں گے اور میں دوسرے انداز کی بات کروں گا۔ خاص بات یہ ہے کہ حق گوئی اور بے باکی، اور ملی اور قومی کارنامے کے طور پر علامہ ازہری نے ہم لوگوں کو ایک روشنی دی اور اس سے بچایا کہ ہم''محمدی غیر مسلم''بن جائیں۔''محمدی غیر مسلم''..............!!! اب آپ پوچھیں گے''محمدی غیر مسلم''کیا چیز ہے؟

۱۹۶۸ء میں بالا صاحب ٹھاکرے عرف بال ٹھاکرے یعنی اس وقت

کے شوہو ہونا کے پیر ہو لے ایک انٹرویو میں جب یہ پوچھا گیا کہ یہ جو فسادات ہوتے ہیں ان کے روکنے کا کوئی راستہ ہے، تو کہا ہاں، دو راستے ہیں پہلا راستہ ذکر کرنے کے بعد جو دوسرا راستہ بتایا میں اس کے الفاظ کو ذرا بدل کر کے بول رہا ہوں ۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ یہاں کے مسلمان "محمدی غیر مسلم" بن جائیں۔ اب آپ پوچھیں گے کہ جو محمدی ہوگا وہ غیر مسلم کیسے ہوگا۔ آپ کی سمجھ میں بات نہیں آئے گی ۔میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ یہاں محمدی کا مطلب ہے ایک خاص نسبت والا۔ میں دو مثالیں آپ کو دے رہا ہوں۔ عربی ادب خاص کر عربی شعر پڑھنے والے ہمارے طلبہ جانتے ہیں کہ حضور کی بعثت سے پہلے جو شعراء ہیں ان کو جاہلی کہا جاتا ہے۔ جن شعراء نے جاہلیت کے زمانے کو بھی پایا اور عہد اسلام کو بھی، ان کو مخضرم کہا جاتا ہے۔ اور جو دولت اسلام میں ہوئے، ان شعراء کو اسلامی شاعر کہا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دولت اسلام میں ایک کافر تھا، اسے بھی شاعر اسلامی کہا جاتا ہے، جیسے خلفاء امویہ کے زمانے میں، دولت امویہ میں تین بڑے شاعر ہوئے، فرزدق، جریر اور اخطل۔ تو اخطل کا اصلی نام تھا دوبل اور دوبل کے معنی خنزیر یعنی سور کے ہیں، اور وہ عیسائی تھا لیکن شاعر اسلامی، اور شاعر اسلامی کا مطلب دولت اسلام کا شاعر۔

دوسری بات یہ ہے کہ دنیا میں کتنے ممالک اسلامی ہیں؟ جب شمار کیا جاتا ہے تو چار قسموں یعنی چار مذہبوں کے سنیوں کا جو دشمن ملک ہے یعنی ایران وہ ملک اسلامی، جن کے اوپر ہمارے علم عقائد اور فقہ وغیرہ کی روشنی میں کتنے

طریقوں سے کفر کا حکم ہے، ان کی حکومت بھی ملک اسلامی۔ اسلامی ممالک میں دنیا والے ان سب کو شمار کریں گے۔ تو یہاں وہی محمدی کا مطلب ہے۔ بن جائیں غیر مسلم۔

بال ٹھاکرے کا کہنا یہ ہے کہ اکثریت مسلمانوں کی باہر سے نہیں آئی ہے، نماز پڑھو، روزہ رکھو اور دوسری باتوں میں اس طرح بن جاؤ کہ تم کو اور ہم کو دیکھ کر کوئی فرق نہ کرے۔ ہمارا سینہ سمندر کی طرح ہے، ہم گلے لگا لیں گے اور کہیں گے ''محمدی غیر مسلم بھائی ہے ہمارا'' سمجھے؟ یہاں غور کیجئے۔

برطانوی گورنمنٹ کی چال یہ تھی کہ مسلمانوں میں نئے نئے فرقے پیدا کروا کے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کروتا کہ ان کا شیرازہ منتشر ہو جائے اور یہ کبھی متحد نہ ہونے پائیں۔

چند سال ہوئے فقیہ اعظم حضرت مفتی شریف الحق صاحب امجدی مرحوم کے فتاوٰی کی تین جلدیں آئیں۔ دوسری جلد میں، میں نام نہیں بتا رہا ہوں، فتاوٰی شارح بخاری کی دوسری جلد کے صفحہ نمبر ۵۶۹ میں دیکھ لیجیے، غیر مسلموں کے ایک معبود کی جس کی پوجا ہوتی ہے، اس کی حیات، اس کی زندگی، اس کی سوانح سے متعلق ایک کتاب کے بارے میں ایک سوال کیا گیا۔ اس کو مقدس کہنے والے کا حکم کیا ہے؟ مقدس!!! کس نے سوال کیا؟ جب آپ دیکھیں گے تب آپ کو پتہ چلے گا کہ کس نے سوال کیا ہے۔ مفتی صاحب نے جواب میں کہا کہ وہ کفریات اور شرکیات سے بھری ہوئی کتاب ہے، جو اس کو مقدس کہے وہ اسلام سے خارج

ہے، از سر نو کلمہ پڑھے، توبہ کرے کفر سے اور بیوی رکھتا ہو تو دوبارہ نکاح کرے،
اس کتاب کو مقدس کہنے کا مطلب کفر کو مقدس کہنا ہے۔"

دیکھ لیجیے فتاویٰ شارح بخاری کی دوسری جلد کا صفحہ نمبر ۵۶۹۔ پتا چل جائے گا۔ کب سوال ہوا ہے؟ ۱۴۱۰ھ میں یہ سوال ہوا ہے اور مفتی صاحب نے یہ جواب دیا ہے۔ دیکھا؟

۲۰۱۵ء میں وہ لیکچر روہ خطیب جس نے چند برس پہلے غیر مسلموں کے معبود، پوجے جانے والے کی تعریف اور تعظیم کا پل باندھ دیا، اس کے اوپر اس کے غیر مسلم اور کافر ہونے کا فتویٰ صادر ہوا ہے۔ وہ کون ہے؟ جنھوں نے ۱۴۱۰ھ میں پوچھا تھا کہ اس کتاب کو مقدس کہنے والے کا حکم کیا ہے، ان کا پالا ہوا ہے، بالکل ان کا کھاتا ہے، انھیں کا خاص آدمی ہے اور ان کا پالا ہوا ہے۔ سمجھ گئے؟

کیا بات تھی؟ ۱۴۱۰ھ میں انھوں نے اس قسم کا سوال کیا تھا کہ "اس کتاب کو مقدس کہنے والے کا حکم کیا ہے؟" چند سالوں کے بعد جس شخص نے اس معبود باطل کی تعظیم اور تعریف کا پل باندھ دیا وہ انھیں کا پالا ہوا ہے۔

۲۰۰۴ء میں شرعی کونسل کا انعقاد ہوا۔ اس سے پہلے لکھنؤ میں اس شخص نے تقریر کی۔ اخبار میں اسعد نام نہاد مدنی کی اور اس کی دونوں کی تصویریں چھپیں۔ اور اس میں یہ تھا کہ "مسلکی اختلاف کو بھول کر کے اسعد مدنی کی تنظیم کو آگے بڑھایئے، ساتھ دیجیے۔" مسلکی اختلاف، کیا مسلکی اختلاف؟ تم تو حافظ

تھے، کیا معلوم تمہارا حفظ باقی ہے کہ نہیں، بولتے ہو تو بالکل فرنٹیر ایکسپریس کی رفتار سے بولتے ہو۔

سعدی مدن پور باندہ میں ایک جلسہ میری سرپرستی میں ہوا، حضور مجاہد ملت کے وصال کے بعد انہیں کی نسبت سے۔ حضرت مولانا احسان علی صاحب آج مرحوم ہیں، وہ موجود تھے۔ ان کے مریدوں کا حلقہ تھا، وہ بیمار تھے۔ اسٹیج پر نہیں تھے، باہر چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ یہ خطیب صاحب مدعو تھے۔ نہیں پہونچے۔ رات میں راہی بستوی نام کا شاعر پہونچا۔ اس نے کہا علامہ نظامی صاحب فتح پور میں مدعو تھے، لیکن وہ بیمار ہو گئے ہیں، وہ تو تقریر نہیں کریں گے۔ ان کو روک لیا گیا ہے، یہ وہاں تقریر کر کے آئیں گے۔

کار سے رات کے بارہ بجے یا اور بعد میں آکر پہونچے۔ میں باہر بیٹھا ہوا تھا، اگرچہ میری صدارت تھی۔ حضرت مولانا احسان علی صاحب بھی باہر چارپائی پر تھے، مرید لوگ ہاتھ پیر داب رہے تھے، ان کی طبیعت خراب تھی، وہ اسٹیج پر نہیں آئے۔ اس وقت سعدی مدن پور باندہ میں بجلی کا انتظام نہیں تھا۔ لوگوں نے ہلوں کو جن سے کھیتوں کو جوتا جاتا تھا ٹریکٹر سے پہلے، ان ہلوں کو الٹا کر کے گاڑ دیا تھا۔ ان میں سے ہر ایک ہل کے اوپر ایک ایک پٹرومیکس کو ٹانگ دیا تھا، اسی کی روشنی تھی۔ وہاں سے جمنا ندی بھی بالکل قریب ہے۔

یہ خطیب صاحب اسٹیج پر آئے اور میں مولانا صاحب کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ تقریر شروع کرتے ہوئے کہا ” آج مجھے آسمان خطابت سے اتر کر جمنا کی

ترائی میں بات کرنا ہے۔" مولانا احسان علی صاحب کہنے لگے: "دیکھو بے ہودے کو! اس قسم کی بات آدمی دوسرے کے لئے کہتا ہے۔ آسمان خطابت سے اتر کر یہ اپنے لئے کہتا ہے۔ آج مجھے آسمان خطابت سے اتر کر جمنا کی ترائی میں بات کرنا ہے اس کو اتنی بھی تمیز نہیں۔" بس بولتا ہے فرنٹیر ایکسپریس کی رفتار سے۔

مسلکی اختلاف؟ کیا مسلکی اختلاف؟ مسلکی اختلاف تو یہ ہے کہ مثال کے طور پر جھینگا مچھلی ہے کہ کیڑا، ہمارے بعض علماء نے کہا کہ مچھلی ہے اور بعض نے کہا کیڑا ہے، جن علماء نے کہا مچھلی ہے انھوں نے کہا حلال ہے، اور جن علماء نے کہا کیڑا ہے انھوں نے کہا حرام ہے۔ آدمی جس پر چاہے عمل کرے۔ یہ ایک مسلک ہے اور وہ ایک مسلک ہے۔ ارے! یہاں اصولی اختلاف ہے، اصولی اختلاف کو کہتا ہے کہ مسلکی اختلاف!

حضرت علامہ ازہری صاحب کو میں نے ایک خط بھیجا تھا جس میں اس خطیب کی لکھنؤ والی تقریر سے متعلق لکھا تھا۔ انھوں نے مجھے جواب دیا "آپ کا خط ملا، میں ان صاحب کی ایسی تقریر کے بارے میں جانتا نہیں تھا، آپ کے خط سے مجھے اس بات کی اطلاع ملی۔"

۲۰۱۵ء سے متعلق وہ تقریر پرانی رہی ہوگی۔ جب علامہ ازہری صاحب کے سامنے بات آئے گی، جب ہی تو ان کو معلوم ہوگی۔ جیسا کہ انھوں نے مجھے یہ لکھ کر کے بھیجا کہ "مجھے آپ کی تحریر سے معلوم ہوا، مجھے معلوم نہیں تھا۔" مفتی ولی محمد صاحب نے کفر کا حکم کیا تو انھوں نے تصدیق فرمائی۔

آج کہا جاتا ہے۔ ”وارث علوم اعلیٰ حضرت“ کیا وارث علوم اعلیٰ حضرت؟ وارث علوم اعلیٰ حضرت، یہاں علم سے کیا مراد ہے؟ تصورات یا تصدیقات؟ اگر کوئی کہے کہ صرف تصور تو اس سے بڑا بے وقوف کوئی نہ ہوگا۔ تو تصدیقات علوم اعلیٰ حضرت ہی مراد ہیں۔ عرف میں اگر توہین سمجھا جاتا ہے کسی بات کو اور کسی نے اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اگر کہا تو یہ گستاخی مانا جائے گا، اسے کافر کہا جائے گا کیونکہ یہ کفر ہے۔ یہ ہیں علوم اعلیٰ حضرت۔

دیوبندی کی تکفیر کرنا یہ تقلیدی نہیں ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تقلید میں وہ، لیکن لوگوں کے ذہن متوجہ نہیں تھے۔ یہ سرکار اعلیٰ حضرت کا کرم ہے کہ انہوں نے ان باتوں کو جو کہ شفاء کے اندر تھیں، جو کہ نسیم الریاض کے اندر تھیں، جو کہ الاعلام کے اندر تھیں۔ ان باتوں کو روشن فرمایا، لوگوں کے سامنے رکھا، لوگوں کے ذہنوں کو متوجہ کر دیا۔ یہ دیکھو! یہ توہین کی باتیں ہیں۔ سرکار کے بارے میں جس نے یہ باتیں کہیں وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ ہم جو ان کو کافر کہتے ہیں اعلیٰ حضرت کی تقلید میں نہیں کہتے۔ ہاں، ہمارا عقیدہ ان کے عقیدے کے مطابق اور موافق ہے، تقلید اس میں نہیں ہوتی ہے۔ لیکن ذہنوں کو توجہ دلائی اعلیٰ حضرت نے۔

وہی بات ہے جو علامہ اختر رضا تاج الشریعہ نے کہی۔ جب معلوم نہ تھی، معلوم نہ تھی۔ جب بات سامنے آئی اعلیٰ حضرت کا فتویٰ کام کر رہا تھا، انہوں نے اس کے کافر ہونے کے فتوے پر تصدیق کر دی۔ سمجھ گئے؟

تاویلات! تاویلات باطلہ ہیں۔ کیا تاویلات؟ دیوبندیوں نے کیا کم

تاویلات! تاویلات بہت ہیں۔ کیا تاویلات؟ دیوبندیوں نے کیا کم پاپڑ بیلا؟ تھانوی نے لکھا تھا۔ وہ تھانوی جس کو برطانیہ کی گورمنٹ سے ۶۰۰ روپیہ ماہانہ ملتے تھے کسی زمانے میں۔ اس نے لکھا کہ "تمام غیبوں کا علم فخر عالم کو ہو جائے یہ تو عقلی طور پر محال ہے اور نقلی طور پر بھی محال ہے اور اگر بعض غیبوں کے علم کی بات ہے تو اس میں ان کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم تو زید کو، عمرو کو ہر صبی کو مجنون کو تمام حیوانات اور بہائم کو حاصل ہے۔" یعنی جتنے غیب ہیں اگر تم کہو کہ ان سب کا علم حضور کو ہو جائے تو یہ عقلی طور پر اور نقلی طور پر محال ہے اور اگر بعض یعنی تھوڑے کا ہے تو اس میں ان کی کیا خصوصیت ہے؟ زید بکر کا مطلب آپ کو ہم کو سب کو، صبی کا مطلب دودھ پینے والے بچے کو، مجنون کا مطلب پاگل کو، حیوانات اور بہائم کا مطلب کتوں کو، سوروں کو سب کو حاصل ہے۔

یہیں پر بڑے بڑے مولانا تھے، جو فقہ کی کتاب پر اور حدیث کی کتاب پر حاشیہ اور حاشیہ پر حاشیہ لکھتے تھے، ان پر ان کی نظر نہیں تھی۔ لیکن اعلیٰ حضرت نے توجہ دلائی یہ دیکھو! "سبُّ النبی" یعنی نبی کو گالی دینا کفر ہے۔

تھانوی نے تاویل پیش کی "ایسا تو ہمیشہ تشبیہ کے لئے نہیں آتا ہے، بلغاء کہتے ہیں کہ خدا ایسا قادر ہے کہ اس نے بغیر کسی چیز کے آسمان اور زمین کو پیدا کر دیا۔" اب آپ بتائیے خدا ایسا قادر ہے کہ آسمان اور زمین کو پیدا کر دیا کیا یہاں بھی وہی ہے؟ یہاں تو یہ ہے کہ ایسا علم ان کو حاصل ہے۔ یہاں کہاں ہے وہ جگہ؟ دوسری تاویل لیجئے اہاں ٹھیک ہے، تشبیہ مان رہا ہوں، لیکن وہ تشبیہ مطلق

بعض علم غیب میں ہے۔ مطلق بعض علم غیب کو آپ نہیں سمجھیں گے۔

اسی طریقے سے بکواس کرنے لگا اور ایک کتاب لکھی جواب میں ''بسط البنان'' تو اس کے اوپر کتنا رد کیا گیا، پوچھیے مت، کتنی کتابیں ہوگئیں! ایک کتاب اور لکھی ''تغییر العنوان''۔ اس میں اس عبارت کو نکال دیا اور یہ لکھا کہ جیسا آپ نے کہا ہے ایسا مجھ سے کسی نے پہلے کہا نہیں تھا، تو اس نے عبارت کو بدل دیا۔ ارے! عبارت کو بدل دیا، نکال دیا، وہ الگ ہے، جو تم نے حفظ الایمان میں لکھا تھا اس کو کب تم نے کفر تسلیم کیا؟ کب تم نے کفر تسلیم کر کے توبہ کی؟ تم نے تو صرف عبارت کو بدل دیا۔ یہ تاتک! یہ تاویلات! ان تاویلات سے کام نہیں چلے گا۔

غیر مسلموں کے معبود کی تعریف! دیکھیے، تعریف ایک چیز ہے۔ تعریف کس کو کہتے ہیں؟ تعریف کا مطلب عربی میں دیکھیے! تعریف انسان کیا ہے؟ حیوان ناطق ہے۔ جن کیا ہے؟ ایک جسم لطیف ناری یعنی آگ سے پیدا شدہ ایک جسم لطیف، یتشکل باشکال مختلفۃ، جو الگ الگ شکلیں بدلتا ہے۔ ملک یعنی فرشتہ کیا ہے؟ ایک جسم لطیف نوری یتشکل باشکال مختلفۃ جو الگ الگ شکلیں بدلتا ہے۔ یہ تعریف ہے۔ اردو زبان میں اس کو تعریف نہیں کہا جاتا ہے، جس کو انگلش میں ڈیفینیشن اور ہندی میں پربھاشا کہا جاتا ہے یا جس کو عربی میں حد یا رسم کہا جاتا ہے۔ اردو میں جب لفظ تعریف کرنا کہا جاتا ہے اس تعریف کے اندر تعظیم ہوتی ہے۔

اور تعظیم کیا چیز ہے؟ آپ تعظیم کے معنی بھی نہیں جانتے ہیں۔ یہ عربی

اس خطیب کے ہیں، ان کو پڑھ کر دیکھئے۔ ''پوتر'' کہا غیر مسلموں کے معبود کو، اور
جو تعریف کا پل باندھا وہ تعریف کیا ہے؟ وہ تعریف اردو زبان میں پوچھی جانے
والی تعریف یا منطق میں جو تعریف ہے وہ تعریف نہیں ہے۔ یہ تعظیم پر مشتمل
ہے۔ اس کو بڑا کہا جائے۔ اس کے اندر جملہ موجود ہے:۔ ''امام سے بڑا کوئی نہیں
ہوتا۔'' وہ امام ہے اور امام سے بڑا کوئی نہیں ہوتا، خود مان لیتا ہے کہ میں اس کو
عظیم مانتا ہوں۔ اس کی تعظیم کرنے لگ گئے۔ کون؟ ۱۴۱۰ھ میں جنھوں نے یہ
استفتاء کیا تھا کہ فلاں کتاب کو مقدس کہنے والے کا حکم کیا ہے، انھیں کا پالا ہوا۔
اب اُتر کی طرف بڑی بڑی درسگاہوں کو دیکھئے۔ سمجھ گئے؟ ہم عیسیٰ علیہ
السلام کی تعظیم نہ کریں گے، عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم نہ کریں گے؟ عیسیٰ علیہ السلام
کو عیسائی لوگ ابن اللہ کہتے ہیں، پوچھتے ہیں ارے، کہاں تم آ گئے؟ غیر مسلموں
کے معبود کی بات ہو رہی ہے اور تم یہاں پر عیسیٰ علیہ السلام کو لے آئے۔ عیسیٰ علیہ
السلام کو تو قرآن نے نبی اور رسول کہا ہے۔ ان کا نبی اور رسول ہونا بالکل پکی
بات ہے، اور جو رسول اور نبی ہوگا وہ معظم ہوگا۔ تم کہاں ان کو یہاں لے آئے۔
سمجھ گئے؟
یہ جو معبود ہے غیر مسلموں کا جسے اس خطیب نے ''پوتر'' کہا ہے کیا
قرآن نے یا حدیث نے ان کو بتایا ہے کہ یہ نبی ہیں، رسول ہیں؟
پاک اور پوتر ہے، کہ پانی پوتر ہے۔ پوتر کیا؟ پاک خود بھی ہے اور پاک
کرتا بھی ہے۔ آپ وضو کرتے ہیں، غسل کرتے ہیں۔ پانی نہیں ہے، مٹی سے

تیمم کرو، وہ پاک ہے اور آپ کو پاک کرتی ہے۔ پانی نہ ملنے پر آپ اس سے تیمم کرتے ہیں، تو کیا اس کو پوتر کہنے سے کفر ہو جائے گا؟ ارے بھائی ایزی مصیبت ہے۔

اب میں آپ کو بتا دوں، شاید "منطق حبیب" کے دیباچے میں لکھ چکا ہوں۔ بیس (۲۰) زبانوں کی کتابیں میرے پاس ہیں۔ ان میں سے سات زبانیں ایسی ہیں جن کو میں نے اتنا پڑھا ہے اور جانتا ہوں کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان سات زبانوں کا متعلم یعنی اسٹوڈنٹ ہوں۔ پروفیسر محمد رفیق صاحب جدید عربی، قدیم عربی، جدید فارسی، قدیم فارسی، فرانسیسی اور جرمن ان چار زبانوں کے فاضل تھے۔

اس کے علاوہ ہندی جانتے تھے، سنسکرت جانتے تھے، میں نے خود دیکھا ہے "حمیدیہ گرلس کالج" کی ٹیچر کو پڑھا رہے تھے۔ انگریزی وہ جانیں، ہندی وہ جانیں، سنسکرت وہ جانیں، اور خود فرانسیسی اور جرمن کے علاوہ لیٹن اور گریک کی ابتدائی کتابیں مجھے پڑھائی ہیں۔ کتنی زبانیں جانتے تھے کوئی ٹھکانہ نہیں، لیکن چار زبانوں پر ان کی اتنی مہارت تھی کہ کہتے تھے کہ میں ان چار زبانوں کا اسٹوڈنٹ ہوں۔

اور بھی لوگوں نے بتایا ہے کہ جو اسکالر ہوتا ہے وہ اپنے کو اسٹوڈنٹ ہی کہتا ہے۔ تو میں سات زبانوں کا اپنے کو اسٹوڈنٹ کہہ سکتا ہوں۔

اور سات زبانیں ایسی ہیں جن کو میں نے تھوڑا تھوڑا پڑھا ہے اور تعلق نہ

ہونے کی وجہ سے بھول گیا ہوں، برائے نام کچھ یاد ہے، باقی بھول گیا ہوں، یہ چودہ ہوئیں۔

اور چھ زبانیں ایسی ہیں جن کو کسی سے پڑھا نہیں، اپنی کوشش سے تھوڑا بہت پڑھ لیتا ہوں۔ یہ آپ سمجھ لیجیے۔ تو بیس زبانوں کی کتابیں میرے پاس ہیں۔ کوئی زبان وہ ہے جو اردو یا فارسی یا عربی نہیں ہے، مثلاً یونانی، تو یونانی کی شاندار ڈکشنری آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کی میرے پاس موجود ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ یونانی لفظ کے معنی انگریزی میں کیا ہیں۔ سنسکرت کا لفظ ہے تو اس کی ہم تحقیق کرتے ہیں۔ جامعہ میں بھی اس کی ڈکشنری ہے اور میرے پاس بھی ہے۔ اگر اس کے معنی ہم نہیں جانتے ہیں تو دیکھ لیتے ہیں کہ انگریزی میں کیا ہیں۔ سمجھ گئے؟ اس طریقے سے عبرانی کی کوئی کتاب ہمیں ملی ہے، ہم عبرانی لفظ کے معنی اس میں دیکھ لیتے ہیں۔

یہ "پوتر" کیا ہے جی؟ "پوتر" کو استعمال کیا ہے، "پوتر" کیا ہے؟ اردو ڈکشنری کی بڑی کتابیں یہاں موجود ہیں، حضور مجاہد ملت کے وصال کے بعد آئی ہیں، جیسے "نور اللغات"، "فرہنگ آصفیہ"۔ ان کو دیکھا نہیں، لیکن فیروز اللغات کلاں کو دیکھا۔ پانچ معنی دیے ہیں، شاید ان دونوں میں اور کچھ ملے۔ پانچ معنی دیے ہیں۔

پہلے: پاک ہونے کا ذریعہ، دوسرے: پاک کرنے کا منتر، تیسرے: صاف کرنے والا، چوتھے: خالص اور پانچویں: ستھرا۔

غیر مسلم جو اپنے معبود کو "پوتر" کہتے ہیں، کیا اسی معنی میں کہتے ہیں یعنی خالص اور ستھرا مراد لے کر؟ یہ لفظ اصل میں سنسکرت کا ہے۔ میں نے سنسکرت کی ڈکشنری نکالی اور نکال کر میں نے دیکھا کہ پوتر کے کیا معنی ہیں۔ تو وہاں چار قسموں کے معنی دیے ہیں۔ چار قسموں میں سے پہلی قسم میں یہ معنی ہیں:

"Sacred, holy, sinless, sanctified," ان سب کے معنی مقدس کے ہیں ، اور بریکٹس میں دیا ہے۔ (persons, things) یعنی انسان کے لئے بھی اور چیزوں کے لئے بھی، دونوں کے لئے یہ لفظ آتا ہے۔ مثال کے طور پر "پوتر ونرہ" یعنی مقدس آدمی اور "پوترم استھانم" یعنی مقدس جگہ۔

اور دوسرے معنی کیا ہیں؟ Pure, cleansed

یعنی خالص جس کو ستھرا بنایا گیا۔

تیسرے معنی ہیں "Purified by the performance of ceremonial acts such as sacrifices."

یعنی بلدان جیسے کام کے ذریعہ سے جس کو پاک کیا گیا۔

اور چوتھے معنی ہیں: Purifying, Removing sins, یعنی پاک کرنے والا، گناہ دور کرنے والا۔

یہ چار معنی ہوئے۔ سب سے پہلے معنی ہیں: Sacred, holy, sinless, sanctified" یعنی مقدس۔

اب آپ غور کیجئے! جب غیر مسلم اپنے معبود کو کہتا ہے "پوتر" تو انہیں معنی

ہی میں کہتا ہے یعنی مقدس کے معنی میں۔ وہ ان معنی میں نہیں کہتا ہے کہ تو ستھرا ہے۔

ابھی میں نے آپ کو بتایا کہ جب مفتی شریف الحق صاحب سے ۱۴۱۰ھ میں یہ پوچھا گیا تھا کہ اس کتاب کو مقدس کہا جا سکتا ہے کہ نہیں، تو فرمایا کہ اس کو مقدس کہنے کا مطلب ہے کفر کو مقدس کہنا۔ فتاویٰ شارح بخاری کی دوسری جلد کا صفحہ نمبر ۵۶۹ دیکھ لیجیے۔ سمجھ گئے؟ پھر میں نے کہا کہ بکواس کی باتیں کی جارہی ہیں کہ یہ ہیں "پوتر" کے معنی۔ "پوتر" کے معنی اس مقام پر ستھرے کے نہیں ہیں۔ پوتر کا لفظ جو غیر مسلم اپنے معبود کے لئے استعمال کرتا ہے وہ مقدس کے معنی میں استعمال کرتا ہے۔ سمجھ گئے؟ اور اس میں کس طرح تاویل کی جاتی ہے! اس نے کہا کہ میں ایز اے مسلمان کس طرح دیکھتا ہوں۔ غیر مسلموں کے جس معبود کی تعریف کی بات ہے میں اے ایز اے مسلمان کس طرح دیکھتا ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسلم ہونے کی حیثیت سے یہ بات کرتا ہے۔ وہ خود بتا رہا ہے کہ میں مسلم ہونے کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں۔ اس کی تاویل کرنے والے جو مولانا مفتی کہلاتے ہیں ان کے سر پر بھی ان ہی کا ہاتھ ہے جنھوں نے ۱۴۱۰ھ میں سوال کیا تھا مفتی شریف الحق صاحب سے اور انھیں کا ہاتھ بولنے والے کے سر پر بھی ہے۔ یہ مفت کے مفتی یعنی مفتی ماجن اس کو بنا رہے ہیں پکا مسلمان۔ یہ کیا کہتے ہیں؟ "غیر مسلموں کے خیالات کو بتاتے ہوئے انھیں پر حجت قائم کی ہے۔"

سبحان اللہ، ماشاء اللہ! ہمارے مفتی صدیق حسن صاحب بہرائچ دامت برکاتہم العالیہ نے کہا وہ کہتا ہے کہ میں ایز اے مسلم کہہ رہا ہوں اور آپ کہتے ہیں ”غیر مسلموں پر حجت قائم کی ہے“ کیا حجت ہے؟ اجی حجت دلیل کو کہا جاتا ہے، کون سا دعویٰ تھا جس کے اوپر اس نے دلیل قائم کی؟ کیا دلیل قائم کی؟ بے کار بات کی خواہ مخواہ۔ یہاں پر نہ کوئی دعویٰ اور نہ دلیل ہے، وہ ایز اے مسلم کہتا ہے۔

میں نے ایک بات آپ کو بتائی اور اب دوسری بات بتانے جا رہا ہوں۔ یہ مناظرہ میں ہے، علم مناظرہ کی بات ہے۔ مناظرہ کی اصطلاح میں جو آدمی دعویٰ کرتا ہے وہ مدعی ہے اور اگر کسی دوسرے آدمی کی بات کو کہتا ہے، کسی کتاب کی بات کو کہتا ہے اور اس کا ذکر نہیں کرتا ہے تو اس قول کو اقتباس کہا جاتا ہے علم مناظرہ میں اور علم مناظرہ کی کتاب بتاتی ہے کہ ”المقتبس مدع فی اصطلاحہم“ یعنی جو مقتبس نقل کر رہا ہے اور کس سے نقل کر رہا ہے یہ بتاتا نہیں ہے تو اس کو نہیں مانا جائے گا ناقل بلکہ اس کو مدعی مانا جائے گا۔

اور مدعی پر جتنے اعتراض ہو سکتے ہیں اس کے اوپر وہ سارے کے سارے اعتراض حسب محل ہو سکیں گے۔ تم نے نقل تو کیا لیکن تم نے بتایا نہیں کہ کس کتاب سے یا کس آدمی سے۔ یہاں وہ نہیں ہے، یہاں کہنے والا سیدھے کہہ رہا ہے ”میں ایز اے مسلم کہہ رہا ہوں۔

اب آپ غور کیجئے، اگر وہ ”ایز اے مسلمان“ چھوڑ کر یہ کہے کہ

"ارے صاحب! میں نے تو دوسروں کی بات کہی تھی" جب بھی مانا نہیں جائے گا کہ تم نے منقول عنہ کا ذکر نہیں کیا کہ وہ لوگ کہتے ہیں۔ میں مثال دیتا ہوں۔ فراق گورکھپوری اردو کا کیسا مایہ ناز شاعر ہے، دیکھئے، اپنے کو کس طرح بچایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں۔ اس نے کیا کہا؟ سنئے:

معلوم ہے کچھ تم کو محمد کا مقام

وہ امت اسلام میں محدود نہیں

یہ فراق گورکھپوری، رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری، اردو کا مایہ ناز شاعر ہے، اس نے کہا "معلوم ہے کچھ تم کو محمد کا مقام، وہ امت اسلام میں محدود نہیں" یعنی میں نہیں کہہ رہا ہوں۔ ان کے مقام کا لمیٹیڈ ہونا مسلمانوں کے نزدیک ہے، میں نہیں کہہ رہا ہوں۔ تم نے تو یہ بھی نہیں کہا کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بلکہ تم کہہ رہے ہو کہ میں ایز اے مسلم کہہ رہا ہوں۔ بچایا جا رہا ہے! خرافات! سمجھئے۔

دیوبندیوں نے کس کس طریقے سے تاویلات کیں؟ سرکار اعلیٰ حضرت نے ہمارے بزرگوں کے ذہنوں کو اس طرف متوجہ کر دیا کہ نسیم الریاض دیکھو، شرح شفا نسیم الریاض۔ اس میں کیا ہے؟ "**التاویل فی لفظ صراح لا یقبل**" صریح لفظ کے اندر کسی تاویل کو نہیں قبول کیا جائے گا۔ کبھی دیوبندیوں نے یہ کہا کہ ارے صریح کہاں ہے، حسام الحرمین میں علماء عرب کے سامنے مولانا احمد رضا خاں نے پیش کیا عربی میں ترجمہ کر کے۔ صریح لکھا، صریح کہاں ہے؟

ارے صریح کے معنی کو سمجھو۔ ہر وہ بات جو کہتے ہی دھڑ سے سمجھ میں آجائے وہ صریح ہے، یہاں تک کہ حقیقت نہ ہو، مجاز متعارف ہو، جب بھی وہ صریح ہے۔

بمبئی میں برسوں پہلے وہابیوں کی تبلیغی جماعت کا بہت بڑا کانفرنس ہو رہا تھا۔ اشتہار لگا ہوا تھا۔ ایک شخص بھارت کا جو پڑھا لکھا تھا اور سعودی عرب میں ملازم تھا اپنے گھر آرہا تھا۔ اس نے اشتہار کی تعریف کی۔ میں نے کہا ان کا یعنی تبلیغی جماعت کا بانی اشرف علی تھانوی کا ماننے والا ہے۔ اس نے کہا ارے آپ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ میں نے کہا اس نے حضور کے علم غیب کے بارے میں یہ لکھا ہے۔ پھر میں نے کہا آپ کی کتنی کوالفکیشن ہے؟ آپ نے کتنا پڑھا ہے؟ اس نے کہا میں ایم۔اے ہوں۔ میں نے پوچھا کہ انگریزی میں ایم۔اے ہیں یا اور کسی میں؟ اس نے کہا انگریزی میں۔ میں نے کہا ماسٹرس ڈگری دنیا میں کتنی چیزوں پر ہوتی ہے؟ ہسٹری پر، جغرافیہ پر، اکونامکس پر، سوکس پر، اور سائنس میں لے لو تو ماسٹرس ڈگری فیزکس پر، کیمسٹری پر، باٹنی پر، زولوجی پر۔ لا میں لے لو تو اس میں بھی ایل۔ایل۔ایم ہے۔ ڈاکٹری میں بھی ایم۔ڈی اور ایم۔ایس ہے۔ ابھی ٹکنالوجی میں لے لو تو ایم۔ٹک ہے۔ اس کی بھی کتنی شاخیں ہیں، کئی ہزار سبجکٹ نکل آئیں گے جن میں ماسٹرس ڈگری ہوتی ہے۔ کوئی ہے دنیا میں جو تمام سبجکٹس میں ماسٹرس ڈگری رکھتا ہو؟ کسی کے پاس ہے؟ ایک دو چار سبجکٹس میں نہیں جتنے ہزاروں میں ماسٹرس ڈگری دی جاتی ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ تو میں نے کہا، اچھا!!! تو تمام سبجکٹس میں آپ کو ماسٹرس ڈگری حاصل نہیں ہے، یعنی

آپ کو تھوڑا سا علم حاصل ہے۔

کتے کو بھی تھوڑا سا علم حاصل ہے، وہ اپنے مالک کو پہچانتا ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ آپ کو جتنا علم ہے اس میں آپ کی کیا خصوصیت ہے؟ بھئی! سارا علم تو نہیں ہے، تھوڑا سا ہے، کتا بھی اپنے مالک کو پہچانتا ہے، لہذا کتے کو بھی ایسا علم ہے۔ اس میں آپ کی انسلٹ تو نہیں ہے؟ اس نے کہا بالکل انسلٹ ہے، بالکل میری انسلٹ ہے، میں نے کہا، بس یہی سمجھ جایئے۔

سرکار مجاہد ملت قدس سرہ نے فرمایا کوئی خبیث دیوبندی تھا، اس کو سکھا دیا گیا تھا، وہ ایسا کھڑا تھا کہ جب اس سے کہا جاتا تھا، بھئی! آپ کے چہرے میں کتنا حسن ہے، سارا حسن تو نہیں ہے، اور اگر تھوڑا سا حسن ہے تو ایسا حسن سور کے چہرے میں بھی ہے، اس میں آپ کی کوئی توہین تو نہیں ہے؟ وہ کہتا تھا نہیں، نہیں، اس میں میری کوئی توہین نہیں ہے۔ مگر ایسا کہنے سے کام نہیں چلتا۔ دیکھا آپ نے؟

ایک پرانی بات میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ وقت ختم ہونے جا رہا ہے۔ ایک بات میں نے بتائی جو ایک مناظرے کی اصطلاح سے متعلق تھی۔ ایک بات ''پوتر'' لفظ کے معنی میں میں نے آپ کو بتائی۔ سمجھ گئے؟ وہ پرانی بات بہت پہلے علامہ مشتاق احمد نظامی مرحوم کے رسالہ پاسبان کے کسی شمارے میں چھپی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب دار العلوم دیوبند میں مہدی حسن نام کا ان لوگوں کا مفتی تھا، نام نہاد مفتی، اور دار العلوم دیوبند کے بانی قاسم نانوتوی کا پوتا قاری طیب مہتمم، اس

زمانے کی بات ہے۔

قاری طیب نے ایک نئی بات پیدا کی۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے ہیں یعنی اللہ کا بیٹا۔ اب یہ کہتا ہے کہ ''ہم بھی ان کی ابنیت کے قائل ہیں یعنی وہ بیٹے ہیں لیکن اللہ کے بیٹے نہیں بلکہ حضور کے بیٹے، ان کے بیٹے وہ کیسے؟ وہ اس طرح کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت مریم کے پاس گئے تھے اور کہا تھا ''لاھب لک غلاما زکیا'' یہ نہیں کہا کہ اللہ دینے والا ہے بلکہ یہ کہا کہ میں تم کو پاک لڑکا دینے کے لئے آیا ہوں، لاھب ۔اھب متکلم کا صیغہ ہے۔ یہ کہا کہ تم کو پاک لڑکا دوں گا۔'' قاری طیب نے لکھا۔'' اس وقت حضور کی صورت حضرت مریم کو نظر آئی جس وقت حضرت جبرئیل نے یہ کہا، اس صورت کی وجہ سے حضرت مریم حاملہ ہوگئیں۔ لہٰذا ہم بھی ان کے بیٹے ہونے کے قائل ہیں، لیکن ابن اللہ کہہ کر نہیں بلکہ ابن محمد کہہ کر۔''

یہ بتایا نہیں گیا کہ ''کس نے لکھا ہے۔'' ان لوگوں کے دار العلوم دیوبند کے نام نہاد مفتی مہدی حسن سے استفتاء کیا گیا۔ کر دیا کفر کا حکم۔ بعد میں جب معلوم ہوا کہ یہ قول قاری طیب صاحب کا ہے، آئیں بائیں شائیں بکنے لگے، اور تاویل شروع ہوگئی۔

مفتی جلال الدین صاحب مرحوم کے مرکز تربیت افتاء میں آئے ہوئے ایک استفتاء میں اسی قسم کا ایک سوال تھا۔ اس پر کفر کا حکم کیا مفتی انجیں صاحب نے جو اس کو مسلمان مان کر بچا رہے ہیں، انھوں نے بھی کفر کا حکم کیا۔

سمجھ گئے؟ لیکن آج ان کا یہ حال ہے۔

اس ساری داستان کے سنانے کا مطلب کیا ہے؟ مطلب یہ ہے کہ علامہ اختر رضا صاحب تاج الشریعہ نے اپنے کو نہیں بیچا، سمجھ گئے؟

میں نے آپ لوگوں کو بتایا کہ ان کو مجھ سے کتنی محبت ہے، اور مجھے اس اختر نام والے سے محبت ہے ہی۔ میری کتنی تعریف انھوں نے جلیسر میں کی، بمبئی میں کی، ان کا ڈرائیو بتا رہا تھا کہ امّی نے کہا" وہ آنے والے ہیں جاؤ گاڑی لے کر فوراً اسٹیشن،" گھر کے اندر میرا ذکر ہوتا تھا۔ جب ہی تو ڈرائیور سے معلوم ہوا۔ یہ سب باتیں ان کی ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ تمام حبیبوں کے اوپر ان کا بہت بڑا احسان ہے۔

پیر کے بیٹے پیر ہو گئے، گدی نشین ہو گئے، گدی نشین ہونے کے بعد جو چاہیں کریں۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

میراث میں آئی ہے انھیں مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کا نشیمن

عقاب جو تمام پرندوں کا شکار کر لیتا تھا، آج اس کے گھونسلے میں کوا بیٹھا ہوا ہے۔ علامہ ازہری صاحب کے بارے میں ایسا نہیں کہا جا سکتا۔ سمجھ گئے؟

میراث میں آئی ہے انھیں مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کا نشیمن

ایک سبجکٹ ہے جس کو انگریزی میں فلولوجی کہتے ہیں اور اردو میں علم

زبان۔ ہم اس کو علم اللسان یا علم اللغۃ کہتے تھے، لیکن منیر بعلبکی کی ''المورد'' نام کی ڈکشنری کو دیکھا، انھوں نے فلولوجی کو عربی میں فقہ اللغہ کہا ہے۔

اس فن کی ایک کتاب بہت زمانہ پہلے میری پڑھی ہوئی تھی، وہ کتاب مجھے نہیں ملی۔ یونیورسٹی مارکیٹ میں ہندی میں ایک کتاب مجھے ملی جو ڈاکٹر بھولا ناتھ تواری کی لکھی ہوئی تھی۔ میں اسے خرید کر لایا۔ اس کے پڑھنے سے جہاں بہت سی پرانی باتیں ملیں، وہیں ایک نئی بات بھی ملی۔ یہ جو ''پوری'' لفظ ہے یا ''ادھنا یک'' لفظ ہے، ان کے بارے میں فلاں نے کیا کہا؟ ۲۶/ برس کے بعد ''ادھنا یک'' کے بارے میں، اور اب تم کیا کہتے ہو؟ کسی کی بات نہیں مانی جائے گی۔

جیسے عربی میں کوئی لفظ اگر ہم استعمال کریں تو یا تو اس کے معنی حقیقی میں استعمال ہو جیسے عین کہنے سے آنکھ کے معنی میں یا عین کے اور جو معنی ہیں ان میں۔ لیکن مجاز اگر ہو جیسے ''الملک بعث عیونہ'' بادشاہ نے اپنے عینوں کو بھیجا ہے، تو یہاں عین کہنے سے جاسوس کو مراد لیا جائے گا، عین کہنے سے شاعر کو مراد نہیں لیا جائے گا اور اگر کہا جائے گا ''الملک بعث السنۃ'' بادشاہ نے اپنی زبانوں کو بھیجا ہے تو اب شاعروں کو مراد لیا جائے گا، کیونکہ لسان کہنے سے کوئی جاسوس کو مراد نہیں لے سکتا۔ سمجھے؟ عین کہنے سے جاسوس کو مراد لیا جا سکتا ہے، شاعر کو مراد نہیں لیا جا سکتا۔

تو میں نے اس کتاب میں، جو ڈاکٹر بھولا ناتھ تواری نے فلولوجی میں

لکھی ہے، دیکھا۔ سنسکرت کا ایک بہت بڑا محقق ہوا ہے "یاسک"۔ "یاسک" کی جو تحقیق کی کتاب ہے اس کا نام ہے "نِرُکت"۔ "نِرُکت" کی جو خوبیاں ہیں ان کو بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر بھولا ناتھ تواری یہ لکھ رہا ہے کہ:

" शब्द का अर्थ किसी की इच्छा पर पूर्णत: आधारित न होकर सिध्द और स्थिर रहता है।"

یعنی لفظ کے معنی کسی کے ارادے پر موقوف نہ ہو کر اپنی جگہ ثابت اور مستقل رہتے ہیں۔ سمجھ گئے؟

اس مسئلے میں زبانوں میں مشابہت ہے۔ یہی اردو میں ہے، یہی عربی میں ہے، یہی سنسکرت میں ہے۔ یہ سنسکرت زبان کا محقق ہے۔ اس نے "نِرُکت" میں لکھا۔ اس کو بھولا ناتھ تواری علم اللغۃ کی اپنی کتاب کے اندر نقل کرتا ہے:

" शब्द का अर्थ किसी की इच्छा पर पूर्णत: आधारित न होकर सिध्द और स्थिर रहता है।"

تو "ادھنا یک" کا لفظ کہہ کر کوئی یہ کہے کہ "ہم ایشور کو مراد لیتے ہیں" یعنی خدا کو، یہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے جو معنی لغت بتاتی ہے یا جو اس کے معنی مجاز متعارف کے طور پر ہیں، وہی مراد لئے جائیں گے۔

سرکار اعلیٰ حضرت نے یہ راہ دکھائی، کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی جارہی ہے، اللہ کے لئے جھوٹ بولنے کو ممکن کہا جارہا ہے۔ معاذ اللہ۔ ایسی باتیں کہی جارہی ہیں جن سے دھڑ سے سمجھ میں آرہا ہے صاف صاف کہ

شیطان اور ملک الموت کا علم حضور کے علم سے زیادہ ہے۔ دیوبندی بولے "سمجھ میں آتا ہے تو صریح کہاں ہے"؟

ارے! جو کہتے ہی دھڑ سے سمجھ میں آجائے وہی صریح ہے۔

جو باتیں لکھی ہیں تھانوی نے ان کو دیکھا نا؟ جو ٹرین میں ملا تھا جب میں نے اس سے کہا کہ جتنے سبجکٹ ہیں ان میں سے ہر ایک سبجکٹ میں ماسٹرس ڈگری نہ تو آپ کے پاس ہے، نہ کسی اور کے پاس۔ دو چار پانچ میں اگر ہے تو سارا علم تو آپ کے پاس نہیں ہے، کتا بھی اپنے مالک کو جانتا ہے، وہ بھی کچھ علم رکھتا ہے۔ میں اگر یہ کہوں گا کہ ایسا علم تو کتے کو بھی ہے تو اس میں آپ کی انسلٹ ہے یا نہیں؟ کہا، ضرور میری انسلٹ ہے۔

اسی طریقے سے وہ کہتے ہیں کہ غیر مسلموں کے خیالات کو۔

ارے! یہ لفظ خیالات کیا ہے؟ یہ تو اردو والوں کی عوامی بولی ہے۔ ہم کہیں گے عقیدہ یا اعتقاد۔ اب یہ ہمارے طلبہ اور مدرسین سمجھیں گے کہ عقیدہ وہ قضیہ یعنی جملۂ خبریہ ہوتا ہے جو متعلق ہوتا ہے، اور اعتقاد وہ علم اور تصدیق ہے جو اس سے متعلق ہے۔

اس نے جو پل باندھا ہے تعریف کا، وہ تعریف کیا ہے؟ اس سے تعظیم لگ رہی ہے۔ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ میں ہے جس کو تم خود بھی مانتے ہو کہ غیر مسلموں کے مذہبی جذبات کو عزت دینا کفر ہے۔ تم خود مان رہے ہو کہ غیر مسلموں کے مذہبی جذبات کا اعزاز کفر ہے۔ ان میں غیر مسلموں کے مذہبی

جذبات کا اعزاز ہے، عزت دی گئی ہے۔ جو تم کہہ رہے ہو وہ بکواس ہے، اور کچھ نہیں۔

''میں نے ایز اے مسلمان کس طرح دیکھا''۔ اس کے بعد جو کچھ بیان ہوا ہے وہ سب غیر مسلموں کے عقیدوں کی باتیں ہیں۔ اگر ''ایز اے مسلمان میں نے دیکھا ہے'' ان لفظوں کو نکال دیا جائے اور آدمی کی صورت نہ دکھائی جائے، آدمی کا نام نہ بتایا جائے، اور ان باقی جملوں کو بتایا جائے اور لوگوں کو معلوم نہ ہو کہ بولنے والا کون ہے؟ مسلم ہے یا غیر مسلم، تو جو ان جملوں کو سنے گا وہ یہی سمجھے گا کہ کوئی کافر بول رہا ہے، غیر مسلم بول رہا ہے۔

یہ تعریف ہے! یہ تعریف تعظیم ہے۔ باقاعدہ عظمت دے رہے ہو، بڑا مان رہے ہو، کہتے ہو کہ ''امام سے بڑا کوئی نہیں ہوتا''۔ اس کو امام مانا ہے سب سے بڑا مانا ہے کیا دکھاتے ہو ڈاکٹر اقبال کو، ڈاکٹر اقبال نے تو سینکڑوں کفر بکے۔ یہ دوسری بات ہے کہ مشہور ہے توبہ کر لی ہے۔ اللہ کرے کہ اس نے توبہ کی ہو۔ مولانا طیب داناپوری صاحب کی ''تجانب اهل السنة عن اهل الفتنة'' پڑھیے۔ تب معلوم ہوگا کہ ڈاکٹر اقبال نے کتنا کفر بکا ہے۔ بہر حال تمہاری ان باتوں کو نہیں مانا جائے گا۔ تمہاری یہ ساری باتیں بکواس ہیں۔

آخری بات یہ ہے کہ تاج الشریعہ علامہ اختر رضا یہ حضرت حجۃ الاسلام کے نسبی پوتے ہیں۔ اور میں اپنے استاذ علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی اور اپنے شیخ

حضور مجاہد ملت کے ذریعہ سے دونوں طریقوں سے حضور حجۃ الاسلام کا پوتا ہوں۔ استاذ کے طریق سے پر دادا کے فرزند ہیں اور شیخ کے طریق سے دادا پیر ہیں۔ حضور حجۃ الاسلام بہر حال میرے دادا ہیں۔ حضور حجۃ الاسلام اگر علامہ اختر رضا کے نسبی دادا ہیں تو بالواسطہ میرے روحانی دادا ہیں۔ سمجھ گئے؟ لہٰذا ان کے طریق پر، ان کے راستے پر ہم کو چلنا چاہئے۔

آخری بات یہ ہے کہ یہ الہ آباد ہے۔ الہ آباد کے ایک شاعر کو لسان عصر کہا گیا تھا۔ ہمارے علامہ نظامی صاحب نے میرے لئے لفظ "لسان عصر" کا استعمال کیا ہے۔ الہ آباد کے شاعر لسان عصر نے کہا ہے:

ہم ایسی کل کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جن کو پڑھ کے لڑکے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

تم اپنی نسبت کرو گے کہ مفتی اعظم ہند کے مرید ہیں، اپنی نسبت کرو گے کہ حافظ ملت کے شاگرد ہیں، تم یہ کہو گے کہ ہم یہ ہیں، اور وہ ہیں۔ لیکن جو ان کا عقیدہ تھا اور جو ان کا مذہب تھا اور جو ان کا طریقہ تھا وہ تمہارے پاس نہیں ہیں۔ یہ سب تم صرف منہ سے بول رہے ہو، لیکن اپنے عمل سے بتا رہے ہو کہ یہ لوگ بے وقوف تھے، کچھ جانتے نہیں تھے، پاگل تھے۔ تمہارا عمل بتا رہا ہے کہ تم ان لوگوں کے بارے میں سمجھتے تھے کہ یہ لوگ بیوقوف تھے، کچھ جانتے نہیں تھے۔ اسی لئے الہ آباد کے شاعر لسان عصر نے کہا:

ہم ایسی کل کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں

کہ جن کو پڑھ کے لڑکے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

یہ تاج الشریعہ علامہ اختر رضا صاحب ازہری ان باتوں سے پاک تھے۔ سمجھ گئے؟ انھوں نے اپنے آباء واجداد کو، حضرت حجۃ الاسلام کو، حضرت مفتی اعظم ہند کو، سرکار اعلیٰ حضرت کو خبطی نہیں کہا اپنے عمل کے ذریعہ سے، زبان سے کہنا تو بہت بڑی بات ہے۔ یہ نہیں کہ وہ پیر ہو گئے، ان کے اتنے مرید ہو گئے، یہ ہو گئے، وہ ہو گئے جیسا کہ شاعر نے کہا:

میراث میں آئی ہے انھیں مسند ارشاد

یعنی پیر صاحب بن گئے، مسند ارشاد ان کو وراثت میں مل گئی۔ لیکن درحقیقت وہ کیا ہیں؟

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کا نشیمن

یعنی وہ گھونسلہ جس میں عقاب رہتے تھے آج اس میں زاغ یعنی کوا بیٹھا ہوا ہے۔

الحمدللہ! ہم فخر کے ساتھ کہیں گے کہ تاج الشریعہ ان باتوں سے پاک تھے۔

وما علینا الا البلاغ

تعیین معنی "مسلک اعلیٰ حضرت"

مسلک اعلیٰ حضرت سے مراد وہ اعتقادات اور اعمال ہیں جن کی آئینہ دار تصانیف اعلیٰ حضرت ہیں۔ ان سے انحراف کی اجازت نہیں دی جائے گی سوائے اُس صورت کے جبکہ فروعِ فقہیہ میں سے کسی مسئلے میں حکم کی تبدیلی کے لئے معتمد عصر اساطین مسلک اعلیٰ حضرت کے روبرو تحقق ضرورت یا حاجت کے ثبوت کے بعد طریق تغییر کے جواز پر کئے ہوئے استدلال کی صحت کو ثابت کر دیا جائے۔

(مصدقہ دینی سیمینار، انجمن جامعہ حبیبیہ الہ آباد ۱۴۳۵ھ)

MUFTI AKHTAR RAZA